ہے۔‘‘(’’موتی چور کے لڈو‘‘ کا فلیپ)

ان کی ایک نظم ’’سچا ساتھی‘‘ کے چند اشعار

اور حمد میں اللہ تعالیٰ کا حسین جلوہ اس طرح بیان کرتے ہیں

چڑیا رانی پھدک پھدک کر/ اچک اچک کر/ اس ڈالی سے اس ڈالی تک

اس کیاری سے اس کیاری تک/ باغ کے چکر لگا رہی ہے

رنگ و نغمہ لٹا رہی ہے/ اپنا جادو جگا رہی ہے

نظم کے الفاظ گواہی دے رہے ہیں کہ نظم چوتھی اور پانچویں کے طلبہ و طالبات کے لئے مناسب ہے۔ اب ان کی ایک اور نظم ’’گاؤں کی زندگی‘‘ کے چند اشعار دیکھئے۔"

کتنا اچھا ہے یہ گاؤں کا راستہ — اس کڑی دھوپ میں چھاؤں کا راستہ

سبز و شاداب اشجار کے درمیاں — کس مزے سے گزرتی ہیں یہ گرمیاں

آم کے پیڑ خوشبو لٹاتے ہوئے — روکتے ہیں مجھے آتے جاتے ہوئے

نظم کے الفاظ و تراکیب اشارہ دے رہے ہیں کہ یہ ان لڑکوں کے لئے لکھی گئی ہے جو اس عمر کو پہنچ چکے ہیں کہ اپنے دوستوں کے ساتھ کھیتوں، دیہاتوں اور باغوں کی آزادانہ سیر کر کے دھوم مچا سکیں۔ یہ عمر عموماً گیارہ سے چودہ سال کی ہوتی ہے۔ اس حقیقت کے علاوہ نظم میں دوسری خوبیاں بھی ہیں۔ مثلاً نظم بے حد رواں ہے۔ اظہار کے لئے مناسب ترین الفاظ و تراکیب کا استعمال کیا گیا ہے نیز زبان کی صحت کا خیال رکھتے ہوئے دلچسپ لہجہ اختیار کیا گیا ہے۔

بہر کیف اس قسم کی مثالیں کم کم ہیں۔ اس بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ ادب اطفال کو ابھی ایک طویل سفر طے کرنا ہے۔ اگر ہمارے شعراء اور ادباء بچوں کے ادب کو Lightly لیتے رہیں گے تو کبھی حق ادا نہ کر سکیں گے۔ بہت زیادہ شائع ہونے کا مطلب مشہور ہونا تو ہو سکتا ہے، مستند ہونا ہرگز نہیں۔ بچوں کا ادب تخلیق کرنا پتہ ماری کا کام ہے۔ بقول وکیل نجیب

’’بچوں کا ادب وسیع و عریض جنگل کی طرح ہے جس میں بہت سے پودے خوبصورت، دلکش اور خوشبودار پھولوں کے ہیں۔ ان پودوں سے عمدہ پھول چن کر لانا، انھیں ترتیب سے سجانا یہ بچوں کا ادب تخلیق کرنا ہے۔ یہ بڑا مشکل کام ہے۔ ہر تخلیق کار اس کام کو انجام نہیں دے سکتا۔‘‘ (ادب اطفال کے موضوعات ماہنامہ قرطاس ناگپور، جنوری تا اپریل ۲۰۱۳ء ص نمبر ۱۵۹)

مسئلے کی نزاکت ٹھوس لائحہ عمل ترتیب دینے کی متقاضی ہے۔ بچوں کے رسائل میں ذاتی تعلقات یا دیگر مصلحتوں کے تحت خس و خاشاک شائع کرتے جانا بھی بچوں پر اتنا ہی بڑا ظلم ہے جتنا غیر معیاری بچوں کا ادب تخلیق کرنا۔ ان سے بچنے کی سخت ضرورت ہے۔

OOOO

اردو اسکالرس کی دنیا

International Refereed Journal for Urdu Literature

EISSN: 2320-8910, ISSN: 2320-5369

Volume VIII Special Issue February 2020

URDU SCHOLARS KI DUNIYA-IRJU

IMPACT FACTOR: 0.383

INDEXING:
Cosmos Impact Factor-Berlin Brandenburg, Kleinmachnow- Germany
Ulrich's Web- Global Series Directory, USA
Directory of Research Journals Indexing, India
Open J- Gate, India
Pub_Res_ (International Research Library)
Yumpu-Gewerbestrasse-Diepoldsau- Switzerland

MAAZ PUBLICATIONS ▪ Malegaon▪ MAHARASHTRA▪ INDIA

Scanned with OKEN Scanner

چیف ایڈیٹر

پروفیسر محمد غیاث الدین

سابق صدر شعبۂ اردو، ڈاکٹر بابا صاحب امبیڈکر مراٹھواڑا یونیورسٹی، اورنگ آباد (بھارت)

ایڈیٹر

ڈاکٹر سلمان بھٹی

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، یونیورسٹی آف ایجوکیشن لاہور (پاکستان)

مینیجنگ ایڈیٹر

اشتیاق احمد

(بھارت)

مجلس مشاورت

ڈاکٹر خلیل احمد توکر

پروفیسر و صدر شعبہ اردو، استنبول یونیورسٹی

استنبول۔ترکی

ڈاکٹر سمیر عبدالحمید

پروفیسر، اورینٹل لینگویج اسٹڈیز، ڈپٹی ڈائریکٹر

CISMOR Doshisha University Kyoto - Japan

ڈاکٹر ڈرمس بلغار

ایسوسیٹ پروفیسر، شعبۂ اردو،

استنبول یونیورسٹی۔ترکی

مسٹر نصیر ملک

ڈائریکٹر، آرٹ لینڈ، گرلس کالج روڈ، ڈسٹرکٹ لیہ

پنجاب۔پاکستان

ڈاکٹر آئیکوت کشمیر

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ اردو

انقرہ یونی ورسٹی انقرہ۔ترکی

ڈاکٹر اطہر سلطانہ

ایسوسیٹ پروفیسر و پرنسپل، یونیورسٹی کالج آف آرٹس و سوشل اسٹڈیز

تلنگانہ یونیورسٹی، نظام آباد، تلنگانہ۔بھارت

ڈاکٹر محمد محمود الاسلام

ایسوسیٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، یونیورسٹی آف ڈھاکہ۔بنگلہ دیش

ڈاکٹر یعقوب علی خان

ایسوسیٹ پروفیسر، شعبۂ اردو، بنارس ہندو یونیورسٹی۔بھارت

Scanned with OKEN Scanner

ڈاکٹرمحمدیوسف خشک
پروفیسر، شعبۂ اردو، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، کھیرپور، سندھ۔
پاکستان

ڈاکٹرفہیدمحمدہارون انصاری
ایسوسیٹ پروفیسروصدرشعبۂ اردو
جے۔اے۔ٹی۔آرٹس، سائنس وکامرس کالج۔بھارت

ڈاکٹرمحمدکلیم ضیاء
صدر، شعبہ اردو، اسمٰعیل یوسف کالج،
جوگیشوری (مشرق) ممبئی۔بھارت

پشپیندرکمارنم
اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، ذاکرحسین کالج، دہلی یونیورسٹی،
دہلی۔بھارت

Publisher,
Maaz Publications,
Call: 07020749069 Email: urdu@scholarsworld.net, Malegaon (Nashik)- 423203-

20	حسرت موہانی کی صحافت پروفیسر ڈاکٹر عابد حسین: انجمن امدادالطلباء آرٹس، کامرس اینڈ سائنس نائٹ کالج، مالیگاؤں، ناسک۔انڈیا	74-75
21	حسرت موہانی کی صحافت ڈاکٹر آفاق انجم شیخ: نوتن مراٹھا کالج، جلگاؤں، مہاراشٹر۔انڈیا	76-79
22	حسرت موہانی کی غزلیہ شاعری اور انڈین نیشنل کانگریس میں ان کارول ڈاکٹر انصاری زلیخا: پرنسپل، انجمن امدادالطلباء آرٹس، کامرس اینڈ سائنس نائٹ کالج، مالیگاؤں، ناسک۔انڈیا	80-83
23	حسرت موہانی کی سیاسی زندگی مومن اعجاز احمد غلام مصطفیٰ: اسسٹنٹ ٹیچر، صمدیہ ہائی اسکول اینڈ جونئیر کالج، بھیونڈی، مہاراشٹر۔انڈیا	84-87
24	حسرت موہانی کا شعرِ عقیدت اشتیاق احمد محمد اسحاق: اسسٹنٹ پروفیسر، جے اے ٹی کالج (فورووُمن)، مالیگاؤں، ناسک، مہاراشٹر۔انڈیا	88-94
25	حسرت: سیاست، سلوک اور شاعری مبین نذیر: اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ اردو، جی ڈی اے بی کالج، مالیگاؤں سٹی، ناسک۔مہاراشٹر۔انڈیا	95-97
26	حسرت موہانی کی شاعری میں عشق رسول ﷺ ڈاکٹر ساجد علی قادری: صدر شعبہ اردو، ایس پی ڈی ایم کالج، شیرپور، مہاراشٹر۔انڈیا	98-102
27	مولانا حسرت موہانی: سیاسی وانقلابی زندگی ڈاکٹر لودھی کنیز فاطمہ نیاز احمد: شعبہ سیاست، جے اے ٹی کالج (فورووُمن)، مالیگاؤں، ناسک، مہاراشٹر۔انڈیا	103-105
28	یک طرفہ تماشا ہے حسرت کی طبیعت کا ڈاکٹر ساجدہ عبدالواسع: شعبہ اردو، جے اے ٹی کالج (فورووُمن)، مالیگاؤں، ناسک، مہاراشٹر۔انڈیا	106-108
29	مولانا حسرت موہانی سیاست میں کامیاب یا ناکام؟ ڈاکٹر شاہینہ پروین صدیقی: شعبہ اردو، ایم ایس جی کالج، مالیگاؤں (کیمپ)، ناسک، مہاراشٹر۔انڈیا	109-111

مولانا حسرتؔ موہانی: سیاست میں کامیاب یا ناکام؟

ڈاکٹر شاہینہ پروین صدیقی

شعبہ اردو، اسسٹنٹ پروفیسر ایم ایس جی کالج، مالیگاؤں۔ناسک، مہاراشٹر۔انڈیا

مولانا حسرتؔ موہانی کی زندگی ایک مسلسل نشیب وفراز کی کہانی ہے جس میں فراز تو کم کم ہی آئے، نشیب زیادہ ہیں۔حسرتؔ ایک سیمابی فطرت اور طبیعت کے مالک تھے اور زبردست قوتِ ارادی ان کی خصوصیت تھی۔انہوں نے نہ صرف شاعری میں نام کمایا بلکہ سیاست کے میدان میں بھی اتنی ہی تندہی سے سرگرم رہے۔خاص بات یہ ہے کہ جہاں رہے بلند مقام پر رہے لیکن اِس اجمال کی تفصیل میں جانے سے پہلے ان کے ذاتی حالات پر ایک نظر ڈالتے ہیں۔

اودھ کے قصبہ موہان میں حسرتؔ ۱۸۸۱ء میں پیدا ہوئے۔ان کا نام فضل الحسن اور تخلص حسرتؔ تھا۔لیکن وہ حسرتؔ موہانی کے نام سے کچھ اس طرح مشہور ہوئے کہ لوگ ان کا اصلی نام بھول گئے۔مکتب سے لے کر مڈل اسکول تک کی تعلیم انہوں نے موہان ہی میں حاصل کی۔۱۸۹۸ء میں فتح پور سے میٹرک کا امتحان اول درجے میں کامیاب کیا۔حسرتؔ کی باغیانہ طبیعت کی پرورش ان کے علی گڑھ قیام کے دوران ہوئی۔اس وقت کے ایم اے او کالج علی گڑھ کے اربابِ حل وعقد نے محسوس کرلیا تھا کہ ان کا رجحان کانگریس کی جانب ہے جو اس وقت کے علی گڑھ کے ماحول میں ایک ناپسندیدہ رجحان تھا۔پرنسپل تو انہیں کالج سے نکالنے پر تلے تھے لیکن محسن الملک کی مداخلت سے انہیں کالج سے نکال دینے کے باوجود امتحان میں بیٹھنے کی اجازت دے دی گئی۔اور انہوں نے بی اے میں کامیابی حاصل کرلی۔اِس کامیابی کے بعد وہ آسانی سے کوئی ملازمت پا سکتے تھے۔لیکن اس کے لئے انہیں اپنی روش ترک کرنی پڑتی جو وہ کرنے پر آمادہ نہیں تھے۔عتیق صدیقی نے لکھا ہے۔''حسرت کے ذہن میں مستقبل کا جو نقشہ تھا اور ان کے جو عزائم تھے ان کا دھندلا سا خاکہ ان کے ابتدائی دور کی ایک غزل میں نظر آتا ہے۔اِس غزل کے چند اشعار حسب ذیل ہیں:

جان کو محوِ غم بنا، دل کو وفا نہاد کر　　بندۂ عشق ہے تو یوں، قطعِ رہِ مراد کر

حق سے بہ عذرِ مصلحت، وقت پر جو کرے گریز　　اس کو نہ پیشوا سمجھ اس پر نہ اعتماد کر

غیر کی جد و جہد پر تکیہ نہ کر کہ ہے گناہ　　کوششِ ذاتِ خاص پر ناز کر اعتماد کر

اے کہ نجات ہند کی دل سے ہے تجھ کو آرزو　　ہمتِ سر بلند سے یاس کا انسداد کر

مندرجہ بالا اشعار میں حسرت نے سیدھے سادے الفاظ میں اس امر کا اعلان کیا تھا کہ ہندوستانی سیاست کے دشتِ پُر خار میں قدم رکھنے کا انہوں نے مصمم عزم کرلیا تھا۔'' (۱)

ان کی کانگریس میں شمولیت بھی ایک احتجاج سے کم نہ تھی۔دراصل علی گڑھ کی تحریک ایک طرح سے سیاسی معاملات سے خوفزدہ تھی۔اِس کے خلاف بطورِ احتجاج حسرت نے نہ صرف کانگریس میں شرکت کی بلکہ انتہا پسند گروہ سے رشتہ جوڑا۔

مئی ۱۹۰۴ء میں انڈین نیشنل کانگریس کا اجلاس بمبئی میں منعقد ہوا۔حسرت نے اس میں ڈیلی گیٹ کی حیثیت سے شرکت کی۔۱۹۰۵ء میں وہ سودیشی تحریک کے سب سے بڑے مبلغ بن گئے۔حسرتؔ نے اسی زمانے میں ''دفاعی مزاحمت'' کا لائحہ عمل پیش کر دیا تھا جسے بعد میں گاندھی جی نے اپنایا۔اس کو حسرتؔ نے اردوئے معلیٰ کے ۱۹۰۷ء کے شمارے میں اس طرح پیش کیا تھا۔

''حاکم سے محکوم اپنے ملکی حقوق کو تین ہی صورتوں میں لے سکتے ہیں۔اوّل درخواستِ مرحمت کے ساتھ گدایانہ دستِ طلب دراز کر کے جس کا بیکار